جذبات و احساسات

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔اے؛ پی۔ایچ۔ڈی

ادارۂ مسعودیہ
۲/۶، ۵۔ای، ناظم آباد کراچی (سندھ)
اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

قرآنِ حکیم کتابِ حکمت ہے، اس کی ہر بات حکیمانہ ہے ــــ کوئی سُنے تو سہی کوئی دل تو لگائے ــــ پھر دیکھئے بہارِ حُسن و جمال !ــــ

(۱)

انسان کو پیدا کیا ــــ پھر نعمتوں کی وہ بارش ہُوئی کہ بس دیکھا کیجیے ! ــــ ہر نعمت ایک رحمت ــــ ہر نعمت ایک آیت ــــ اُس کو تنہا نہ رہنے دیا ــــ سفرِ زندگی کاٹنے کے لئے ــــ چمنِ آدم میں گُل بُوٹے لگانے کے لئے ــــ کچھ آپ بیتی کہنے کیلئے ــــ کچھ جگ بیتی سُننے کے لئے ــــ کچھ چین کے لئے ــــ کچھ سکُون کے لئے ــــ ایک دمساز بنائی ــــ ایک رفیقۂ حیات بنائی ــــ وہ نہ ہوتی تو صحرائے زندگی میں انسان تنہا ہوتا ــــ وہ نہ ہوتی تو دریائے زندگی موتی بھری سیپیوں سے خالی ہوتا ــــ وہ نہ ہوتی تو نسلِ آدم ایک قدم آگے نہ بڑھتی ــــ وہ نہ ہوتی تو انسان ایک ہی رہتا، ایک سے دو نہ ہوتا ــــ وہ ضرب کرتی آئی، وہ جمع کرتی آئی، وہ تقسیم کرتی آئی ــــ اُسی نے زندگی کو پُربہار بنایا ــــ مگر اُس کا احسان کسی نے نہ مانا ــــ اُس کو زندہ دفن کیا گیا ــــ اُس کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا ــــ اُس کے دل کا سکون لُوٹ لیا ــــ اُس کے چہرے سے مسکراہٹیں چھین لیں ــــ

(۲)

پھر وہ آیا جس کا صدیوں سے انتظار تھا ــــ اُس نے اُس دفن ہونے والی مظلوم بیکس کو باوقار بنایا ــــ اُس کے قدموں میں جنّت لاکر رکھ دی ــــ اُس پر ایسی شفقت فرمائی کہ انسان نے اُس پر ایسی شفقت نہ کی ہوگی ــــ وہ جب گھر میں آتا، مسکراتا آتا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

قرآنِ حکیم کتابِ حکمت ہے، اس کی ہر بات حکیمانہ ہے ــــ کوئی سُنے تو سہی کوئی دل تو لگائے ــــ پھر دیکھئے بہارِ حُسن و جمال ! ــــ

(۱)

انسان کو پیدا کیا ــــ پھر نعمتوں کی وہ بارش ہُوئی کہ بس دیکھا کیجئے ! ــــ ہر نعمت ایک رحمت ــــ ہر نعمت ایک آیت ــــ اُس کو تنہا نہ رہنے دیا ــــ سفرِ زندگی کاٹنے کے لئے ــــ چمنِ آدم میں گُل بُوٹے لگانے کے لئے ــــ کچھ آپ بیتی کہنے کیلئے ــــ کچھ جگ بیتی سُننے کے لئے ــــ کچھ چین کے لئے ــــ کچھ سکُون کے لئے ــــ ایک دمساز بنائی ــــ ایک رفیقۂ حیات بنائی ــــ وہ نہ ہوتی تو صحرائے زندگی میں انسان تنہا ہوتا ــــ وہ نہ ہوتی تو دریائے زندگی موتی بھری سیپیوں سے خالی ہوتا ــــ وہ نہ ہوتی تو نسلِ آدم ایک قدم آگے نہ بڑھتی ــــ وہ نہ ہوتی تو انسان ایک ہی رہتا، ایک سے دو نہ ہوتا ــــ وہ ضرب کرتی آئی : وہ جمع کرتی آئی، وہ تقسیم کرتی آئی ــــ اُسی نے زندگی کو پُربہار بنایا ــــ مگر اُس کا احسان کسی نے نہ مانا ــــ اُس کو زندہ دفن کیا گیا ــــ اُس کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا ــــ اُس کے دل کا سکون لُوٹ لیا ــــ اُس کے چہرے سے مسکراہٹیں چھین لیں ــــ

(۲)

پھر وہ آیا جس کا صدیوں سے انتظار تھا ــــ اُس نے اُس دفن ہونے والی مظلوم بیکس کو باوقار بنایا ــــ اُس کے قدموں میں جنّت لاکر رکھ دی ــــ اُس پر ایسی شفقت فرمائی کہ انسان نے اُس پر ایسی شفقت نہ کی ہوگی ــــ وہ جب گھر میں آتا، مسکراتا آتا

—— وہ اہلِ خانہ کے ساتھ کچھ وقت گزارتا، اُن کے دل لبھاتا —— اُس کی مجلس میں عورتیں بھی آتیں، خوش خوش آتیں اور خوش خوش جاتیں —— وہ اپنی محسنہ حلیمہ سعدیہ کا کھڑے ہو کر استقبال کرتا اور اپنی جگہ بٹھاتا —— وہ اپنی نورِ نظر لختِ جگر کی پیشانی کو فرطِ محبت سے چومتا اور شفقت و محبت سے بٹھاتا —— وہ بچیوں کو دل سے چاہتا، گود میں اُٹھاتا، پیار کرتا، سینے سے لگاتا ——

(۳)

وہ صنفِ نازک پہ قہرماں نہ تھا —— وہ اُن پر اپنی ہیبت کا سکہ نہ بٹھاتا اور نہ اُن پر رُعب جماتا —— وہ اُن سے اپنے کام نہ کراتا اور نہ اُٹھتے بیٹھتے ٹوکتا —— وہ اہلِ خانہ کو اپنے ساتھ لے کر جاتا —— نہ الگ تھلگ رہتا اور نہ الگ تھلگ رکھتا —— وہ رہبانیت کے خلاف تھا —— وہ اِتنا دلدار تھا کہ اہلِ خانہ سوتے ہوتے تو نہ قدم زور سے رکھتا اور نہ زور سے بولتا کہ کہیں سوئے ہوؤں کی آنکھ نہ کُھل جائے —— اُس نے عورتوں پر عنایت و کرم کی ہدایت کی —— اُس نے آدابِ محبت سکھائے اور خود ایسا کرم کر کے دکھایا جس کی مثال نہیں ملتی ——

(۴)

وہ صنف نازک پہ ابرِ کرم تھا —— اُس نے خاوند کو گھر کا افسر بنایا مگر اُس افسر کو رفیق و دمساز بھی بنایا —— خود اپنی مثال پیش کی اور گھر کے کام کاج میں اہلِ خانہ کا ہاتھ بٹایا —— اُس نے خاوند کو تمام معاشی ذمہ داریوں کا ذمہ دار بنایا —— عورتوں کو ہر معاشی بوجھ سے آزاد کر کے گھر کی مالکہ اور ملکہ بنایا ——

(۵)

اُس نے اپنے خادم کو کبھی جھڑکا تک نہیں پھر وہ اپنی رفیقۂ حیات کو کیسے جھڑکتا؟ —— اُس نے میدانِ جنگ کے سوا کبھی کسی پہ ہاتھ نہ اٹھایا پھر وہ اپنی رفیقۂ حیات پر کیسے ہاتھ اُٹھاتا —— جو کام وہ خود کر سکتا تھا، اُس نے خادم تک سے نہ

—— وہ اہلِ خانہ کے ساتھ کچھ وقت گزارتا، اُن کے دل لبھاتا —— اُس کی مجلس میں عورتیں بھی آتیں، خوش خوش آتیں اور خوش خوش جاتیں —— وہ اپنی محسنہ حلیمہ سعدیہ کا کھڑے ہوکر استقبال کرتا اور اپنی جگہ بٹھاتا —— وہ اپنی نورِ نظر لختِ جگر کی پیشانی کو فرطِ محبت سے چومتا اور شفقت و محبت سے بٹھاتا —— وہ بچیوں کو دل سے چاہتا، گود میں اُٹھاتا، پیار کرتا، سینے سے لگاتا ——

(۳)

وہ صنفِ نازک پر قہرماں نہ تھا —— وہ اُن پر اپنی ہیبت کا سکّہ نہ بٹھاتا اور نہ اُن پر رُعب جماتا —— وہ اُن سے اپنے کام نہ کراتا اور نہ اُٹھتے بیٹھتے ٹوکتا —— وہ اہلِ خانہ کو اپنے ساتھ لے کر جاتا —— نہ الگ تھلگ رہتا اور نہ الگ تھلگ رکھتا —— وہ رہبانیت کے خلاف تھا —— وہ اِتنا دلدار تھا کہ اہلِ خانہ سوتے ہوتے تو نہ قدم زور سے رکھتا اور نہ زور سے بولتا کہ کہیں سوتے ہوؤں کی آنکھ نہ کُھل جائے —— اُس نے عورتوں پر عنایت و کرم کی ہدایت کی —— اُس نے آدابِ محبت سکھائے اور خود ایسا کرم کرکے دکھایا جس کی مثال نہیں ملتی ——

(۴)

وہ صنفِ نازک پر ابرِ کرم تھا —— اُس نے خاوند کو گھر کا افسر بنایا مگر اُس افسر کو رفیق و دمساز بھی بنایا —— خود اپنی مثال پیش کی اور گھر کے کام کاج میں اہلِ خانہ کا ہاتھ بٹایا —— اُس نے خاوند کو تمام معاشی ذمہ داریوں کا ذمہ دار بنایا —— عورتوں کو ہر معاشی بوجھ سے آزاد کرکے گھر کی مالکہ اور ملکہ بنایا ——

(۵)

اُس نے اپنے خادم کو کبھی جھڑکا تک نہیں پھر وہ اپنی رفیقۂ حیات کو کیسے جھڑکتا؟ —— اُس نے میدانِ جنگ کے سوا کبھی کسی پر ہاتھ نہ اٹھایا پھر وہ اپنی رفیقۂ حیات پر کیسے ہاتھ اُٹھاتا —— جو کام وہ خود کرسکتا تھا، اُس نے خادم تک سے نہ

کرایا پھر وہ اپنی رفیقۂ حیات سے کیسے کراتا؟ ـــــ وہ ایسا خوددار تھا، زندگی بھر کسی کا احسان نہ اُٹھایا ـــــ ادنیٰ سے ادنیٰ احسان کا بدلہ چُکا دیا ـــــ

(۶)

اُس نے سادہ زندگی گزاری اور سادگی کی اِنتہا کردی ـــــ فرمایا، "سادگی ایمان کی نشانی ہے" ـــــ اور خود ایسی شاندار مثال قائم کی کہ سربراہِ مملکت تو کیا کسی عام انسان نے بھی ایسی مثال قائم نہ کی ہو گی ـــــ کچی اینٹوں کا چھوٹا سا مکان ـــــ فرش زمین ـــــ چند برتن ـــــ ایک چادر، ایک پیرہن، ایک تہبند، ایک نعلین، ایک بستر، ایک عصا ـــــ بس یہ تھا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کُل اثاثہ ـــــ

(۷)

آرزوؤں کی لگام ڈھیلی کر دی جائے تو پھر وہ کہیں نہیں ٹھہرتیں ـــــ تکمیل آرزو ہر نئی آرزو کو جنم دیتی ہے ـــــ نفس کو قابو میں نہ رکھا جائے تو وہ پیر پسارتا ہی رہتا ہے ـــــ ایک آرزو کے بعد دُوسری آرزو ـــــ ایک تمنا کے بعد دُوسری تمنا ـــــ آرزوؤں کو قابو میں رکھئے، کبھی پریشان نہ ہوں گے ـــــ اعمال و افعال کو شریعت کے تابع رکھیے، کبھی حیران نہ ہوں گے ـــــ اِنشاءاللہ تعالیٰ ـــــ اخلاصِ فکر و عمل سے فکر و عمل کو آراستہ کیجئے ـــــ پھر دیکھئے بہارِ زندگی ـــــ!

خُدا کے بندے ہیں ہزاروں، بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
مَیں اُس کا بندہ بنوں گا، جِس کو خُدا کے بندوں سے پیار ہو گا

اشاعت بار اول ۱۹۹۸ء
اشاعت بار سوم ۲۰۰۶ء

احقر:- پروفیسر ڈاکٹر مُحمّد مسعُود احمد
ایم۔اے (گولڈ میڈلسٹ) پی ایچ ڈی
دارالخیر، کراچی۔ سندھ
۲۰ جنوری ۱۹۸۷ء

تعاون
محترم جناب: حافظ محمد اسماعیل شیخ صاحب
بر موقع شادی مبارک
عزیزم محمد احمد شیخ مسعودی۔ لاہور

کرایا پھر وہ اپنی رفیقۂ حیات سے کیسے کراتا؟ ـــــ وہ ایسا خود دار تھا، زندگی بھر کسی کا احسان نہ اُٹھایا ـــــ ادنیٰ سے ادنیٰ احسان کا بدلہ چُکا دیا ـــــ

(۶)

اُس نے سادہ زندگی گزاری اور سادگی کی اِنتہا کر دی ـــــ فرمایا، "سادگی ایمان کی نشانی ہے" ـــــ اور خود ایسی شاندار مثال قائم کی کہ سربراہِ مملکت تو کیا کسی عام انسان نے بھی ایسی مثال قائم نہ کی ہوگی ـــــ کچی اینٹوں کا چھوٹا سا مکان ـــــ فرش زمین ـــــ چند برتن ـــــ ایک چادر، ایک پیراہن، ایک تہبند، ایک نعلین، ایک بستر، ایک عصا ـــــ بس یہ تھا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کُل اثاثہ ـــــ

(۷)

آرزوؤں کی لگام ڈھیلی کر دی جائے تو پھر وہ کہیں نہیں ٹھہرتیں ـــــ تکمیل آرزو ہر نئی آرزو کو جنم دیتی ہے ـــــ نفس کو قابو میں نہ رکھا جائے تو وہ پیر لیار تا ہی رہتا ہے، ـــــ ایک آرزو کے بعد دُوسری آرزو ـــــ ایک تمنا کے بعد دُوسری تمنا ـــــ آرزوؤں کو قابو میں رکھئے، کبھی پریشان نہ ہوں گے ـــــ اعمال و افعال کو شریعت کے تابع رکھئے، کبھی حیران نہ ہوں گے ـــــ اِنشاءاللہ تعالیٰ ـــــ اخلاص فکر و عمل سے فکر و عمل کو آراستہ کیجئے ـــــ پھر دیکھئے بہارِ زندگی ـــــ!

خُدا کے بندے ہیں ہزاروں، بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
مَیں اُس کا بندہ بنوں گا، جس کو خُدا کے بندوں سے پیار ہوگا

اشاعت بار اول ۱۹۹۸ء
اشاعت بار سوم ۲۰۰۶ء

احقر :۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔ اے (گولڈ میڈلسٹ) پی ایچ ڈی
دار الخیر، کراچی۔ سندھ
۲۰ جنوری ۱۹۸۷ء

تعاون
محترم جناب: حافظ محمد اسماعیل شیخ صاحب
بر موقع شادی مبارک
عزیزم محمد احمد شیخ مسعودی۔ لاہور